

اور اس کو باری کر دو۔ اب قوم کی ذمہ داری ہمارے سرول پر ہے۔ اگر ہم نے اس میں لیت و لعل سے کام لیا تو جیسا کہ بنی اسرائیل نے کہا کہ جتنا ہو سکے کرو اور جتنا نہ ہو سکے چھوڑ دو۔ اگر خدا نخواستہ ہم نے بھی یہی جواب دیا کہ جتنی عیاشی ہم چھوڑ سکیں گے چھوڑ سکیں گے چھوڑ دیں گے۔ ورنہ اس سے زیادہ نہیں چھوڑیں گے۔ تو یاد رکھیے جس طرح وادی نیہ میں ان کو ہلاک کیا گیا۔ اسی طرح ہماری قوم کا بھی انجام ہوگا۔

تو میں یہ عرض کرتا ہوں کہ حتی الوسع اردو میں تقریر فرمایا کریں تاکہ باہر نوکروں کو غوام ہیں اور یہاں جو ۵۰ فیصد ہیں۔ کم سے کم یہ تو سمجھیں کہ کسی مقرر نے کیا دلیل بیان کی ہے۔ اور کیا تقریر کی۔

دوسری یہ گزارش ہے کہ ہم الحمد للہ ۳۹ سال سے غلامی سے آزاد ہو گئے ہیں۔ غلامی کے دور میں ہم انگریز اور ہندو کے تابع تھے اور غلام بیچارہ ہوتا ہی تابع ہے۔ لیکن اس کے بعد الحمد للہ ہم آزاد ہیں۔ اس ۳۹ سال میں ہم نے قرآن مجید پر عمل نہ کرنے کے بہت سے بہانے کئے۔ اس کا موقع نہیں کہ آپ سے تفصیلاً عرض کروں بہت سے بہانے بنائے ہیں آپ سے عرض کرتا ہوں کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ خدا نخواستہ یہ ہمارے امتحان کا آخری وقت ہو، ایسا نہ ہو کہ اللہ کی طرف سے گرفت نازل ہو کہ تم کو ہم نے آزادی دی۔ پاکستان جیسی نعمت عطا فرمائی۔ قرآن جیسی نعمت عطا فرمائی۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں پیدا کیا۔ تو ہم نے دین کے لئے اور اسلام کے لئے کونسی پیش قدمی کی؟ میں یہ عرض کرتا ہوں کہ یہ سوال ہم سے ہوگا اور باقی جتنی تفصیلات ہیں یہ اپنی جگہ پر ٹھیک ہیں۔ لیکن سب سے پہلے جو پاکستان بنایا اس وقت نعرہ کیا تھا پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ یہی تھا یا کچھ اور تھا۔ اصل بات یہ ہے ہمیں اس بحیث میں سب سے پہلے اس لا الہ الا اللہ کی اشاعت کے لئے اس کے اجراء اور نفاذ کے لئے جتنا ہم سے ہو سکے کرنا چاہئے۔ محترم وزیر خزانہ سے اور دوسرے وزراء سے عرض کروں گا کہ جس مقصد کے لئے ہم یہاں آئے ہیں اور پاکستان بنایا ہے اس مقصد کی طرف پوری توجہ دیں اور ہم سب فیصلہ کریں کہ جب تک ہماری زندگی باقی ہے ہم اللہ کے دین کا بول بالا کریں گے اور انشاء اللہ دین کی اشاعت اور دین کی خدمت کریں گے۔ و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

عاجی محمد عمر خان کی شریعت پل کی حمایت اور اچانک وفات پر ۲۷ جولائی کو سینڈ میں مولانا سمیع الحق کی تقریر

ہاں کے اسلام کا جذبہ ہے کہ آج پورا یونان ان کو اسلام کے داعی ہونے کی حیثیت سے خراج تحسین پیش کر رہا ہے۔ ان میں یہ جذبہ تھا اور جس میں یہ جذبہ ہو وہ کبھی نہیں مر سکتا۔

تقریباً چار سال ہم مجلس شوریٰ میں رہے۔ ایوان میں، راہ چلتے یا کسی موقع پر بھی جب ان سے ملاقات ہوتی تو ان کی پہلی بات یہی ہوتی تھی کہ مولانا صاحب آپ اسلام کے بارے میں کیا کر رہے ہیں۔ اسلام کا نفاذ



ہی ان کی تمنا اور آرزو تھی۔ یعنی چوبیس گھنٹے ان کو یہی فکر دامنگیر رہتی تھی۔ جب کبھی انہوں نے تحریری طور پر یہی کوئی بیان پڑھ کر سنایا تو اس میں بھی یہی بات نمایاں ہوتی تھی کہ اسلام کو پاکستان میں نافذ کیا جائے۔ اور یہی چیز انسان کو کامیاب بنا دیتی ہے۔ کہ مقصد حیات کے ساتھ اور دین کے ساتھ اس کی کتنی وابستگی اور جذبہ ہے۔ خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو حیاتِ مستعار کے آخری لمحات میں بھی شہادتِ حق پر پورے اتر جاتے ہیں۔ اور ان کے اعمال نامہ زندگی کا منت اتنا شاندار ہو جاتا ہے کہ ملک الموت اور کراما کاتبین نے قدم رکھا ہوگا کہ خدا کے لئے اسلام کو جلد نافذ کرو۔ چالیس سال سے ہم نے کچھ نہیں کیا۔ اس لئے ہمارا سر شرم سے جھکنا چاہئے۔ ہمیں شرم کی چاہئے۔ کہ چالیس سال سے ہم نے اپنے وعدے پورے نہیں کئے۔ یہ ان کے الفاظ ہیں۔ انہوں نے یہ کہا کہ اگر شریعتِ بل نافذ نہ کیا گیا تو آپ خود بھی ڈوب جائیں گے۔ اور ہمیں بھی ڈبو دیں گے۔ اور آنے والی نسلیں ہمارے آباؤ اجداد کی ہڈیاں قبروں سے نکال کر سمندر میں پھینک دیں گے کہ آپ نے اسلام اور دین کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے؟

میں نے ان کے یہ الفاظ اس لئے دہرائے ہیں کہ یہ سینٹ کے ریکارڈ پر بھی آجائیں۔

میں سمجھتا ہوں کہ ان کو سفرِ آخرت نصیب ہوا بات کچھ اس طرح ہے کہ

’ہی کس طرح سے جان تیرے داغ نے

اب پر تبسم اور نظر یار کی طرف

جب ملک الموت ان کے سر ہانے کھڑا تھا تو اس موقع پر انہوں نے ثابت کر دیا کہ میرا دل جو ہے وہ ان ہزبات سے بھرا ہوا ہے۔ یہ کہا جاتا ہے کہ دل چیر کر تو نہیں دکھا سکتا۔ مگر انہوں نے دل چیر کر بھی دکھا دیا۔ برسرِ اوقدار طبقہ کو اپنی پارٹی مسلم لیا، کو کہ خدا را اب بیت، لعل سے کام نہ لیجئے۔

آج جب ہم ان کے لئے یہاں خراجِ تحسین پیش کر رہے ہیں تو میں عرض کرتا ہوں کہ ان کے لئے بہترین خراجِ تحسین یہ ہے کہ ہم ان کی وصیت کو جو جاتے جاتے انہوں نے چھوڑی ہے اس پر فوری طور پر عمل کریں۔

شریعت کے نفاذ کے بارے میں الحمد للہ ہم ابتداء سے یاتیں کر رہے ہیں۔ اسے نافذ کرنے کا عزم بھی دہرا رہے ہیں۔ وعدے بھی کر رہے ہیں۔ مگر میں کہتا ہوں کہ اب اسے عملی طور پر نافذ کر کے دکھانے کا وقت آیا ہے۔ اس لئے خدا را وعدوں اور تقریروں کو چھوڑیں۔ عمل کا وقت آیا ہے اسے نافذ کر کے دکھانے کا وقت آیا ہے۔ اب ہم آخری مرحلے اور آخری سٹیج پر پہنچ چکے ہیں۔ اب یہ باتیں نہیں ہونی چاہئیں کہ اگر شریعتِ بل نافذ ہوا تو پھر یہ ہوگا، وہ ہوگا۔

ہم سب اسے نافذ دیکھنا چاہتے ہیں۔ قوم شریعت کو نافذ دیکھنا چاہتی ہے۔ اسی سے ہی حاجی محمد عمر مرحوم کی طرح کو آسودگی حاصل ہوگی۔ و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔